بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

نقشِ آغاز

یہ خوف و ہراس کا تسلط کیوں؟

مملکت عزیز پاکستان جس بے یقینی، بد امنی، فساد، ڈاکہ زنی، اغوا، خونریزی، حادثات، قدرتی آفات، سیلابوں اور ہلاکت خیز طوفانوں کے جن حالات سے دوچار ہے ان پر قرآن کریم کی بیان کردہ اس کیفیت کا پورا پورا اطلاق ہوتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۞ (سورۃ الروم ۴۱)

فساد پھیل رہا ہے خشکی میں اور تری میں لوگوں کی اپنی کرتوتوں سے اس غرض سے کہ اللہ پاک انہیں اپنے بعض اعمال کا مزہ چکھادے تاکہ وہ لوگ باز آجائیں۔

جن بداعمالیوں کو قرآن کریم نے وجہ فساد بتایا ہے خود ان کا سبب کیا ہے؟ سورہ بقرہ کی آیات ۸ تا ۲۱ میں اسکی تفصیل بیان کر دی گئی ہے۔ یعنی قرآن حکیم نے فِیۡ قُلُوۡبِہِمۡ مَّرَضٌ سے نفاق اور منافقت کو ان کے دلوں کا روگ قرار دیا ہے — سورہ بقرہ کی ۸ تا ۲۱ آیات کے بغور مطالعہ کے بعد کسی بھی صاحب عقل وشعور کے لیے پاکستانی معاشرہ کی اصل صورتحال اور حقیقی تصویر کے سمجھنے میں کوئی مشکل باقی نہیں رہتی — جب اپنے ماحول و محلہ، قوم و وطن اور حکومت و رعایا کی اکثریت کا جائزہ لیا جائے تو یہی حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایمان ویقین کے بڑے بڑے دعویدار اپنے روز و شب کی عملی زندگی میں اپنے ہی دعوؤں کی نفی کر رہے ہیں۔ آج بھی اتحاد کے داعیوں، عصبیت کا پرچم بلند کرنے والوں، قوم و زبان، رنگ و نسل، قبیلے، علاقے، شہر و دیہات اور برادریوں میں تقسیم کرنے والوں، یہود و ہنود کی سازشوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والوں کی طرف سے اُن کو اپنی تخریبی سرگرمیوں پر ٹوکنے والوں کو یہی جواب ملتا ہے کہ: اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ، کہ ہم ہی اصلاح کرنے والے ہیں، تم کون ہوتے ہو ہمیں پوچھنے والے یا ہماری صلاح و فلاح کی فکر کرنے والے؟ اور جب انہیں سچے اسلام، کھری مسلمانی، قول و عمل میں مطابقت اور ترک منافقت کی دعوت دی جاتی ہے تو آج بھی وہ پلٹ کر اپنے زعم دانشوری میں یہی کہتے ہیں کہ: اَنُؤۡمِنُ کَمَاۤ اٰمَنَ السُّفَہَآءُ کیا ہم بھی (دور اول کے) بیوقوف مسلمانوں کی طرح ایمان لے آئیں؟

آج بھی ہماری نگاہیں دن رات یہ منظر دیکھ رہی ہیں کہ جب بھی الیکشن ہوتا ہے، اپنے سے کسی بڑی طاقت سے مقابلہ ہوتا ہے، دینی قوتوں سے اتحاد کا معاملہ آتا ہے، اہل اسلام سے ووٹ کی ضرورت ہوتی ہے یا استحکام اقتدار کی

بات ہوتی ہے یا کسی تحریک اور حصول اقتدار کا ایجی ٹیشن منظور ہوتا ہے تو یہ بھی اہل ایمان کے درمیان آجاتے ہیں اور زبان سے اللہ و رسول کا نام لیکر، مساجد میں مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھ کر، اسلامی منشور کا اعلان کر کے نفاذِ شریعت کے وعدے کر کے، ہاتھوں میں تسبیح تھام کر، سروں پر ٹوپیاں یا دوپٹے اوڑھ کر اور بعض اوقات زیارتوں اور مزاروں پر چادر پوشی اور عمرہ و حج کا اہتمام کر کے سادہ لوح مسلمانوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم تو پکے مسلمان ہیں۔ وَاِذَا لَقُوا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قَالُوْٓا اٰمَنَّا ـــــ اور جب علیحدگی میں اپنے سر پرست شیطانوں (بش، گوربا چوف اور کلے، رفسنجانی، نجیب، سولارز اور رُشدی وغیرہ) سے ملتے ہیں تو انہیں اطمینان دلاتے ہیں کہ اصل میں تو ہم تمہارے ساتھ ہیں اور ان لوگوں (سادہ لوح اہل ایمان) سے محض مذاق کرتے ہیں۔ وَاِذَا خَلَوْا اِلٰی شَیٰطِیْنِهِمْ قَالُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ اِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِءُوْنَ ۝ تم ہماری "مذہب پرستی" کے مظاہرے سے کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا، یہ تو ہماری مقامی "سیاسی" ضرورت ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ ان لوگوں کو کتاب و سنت کی صورت میں ہدایت کی نعمت عطا کی گئی ہے لیکن یہ لوگ اس کے عوض اپنی خواہشاتِ نفس سے مغلوب ہو کر گمراہی خرید رہے ہیں۔ ان کی مثال واقعی ایسی ہے کہ ان کے درمیان ایک شخص نے کتاب ہدایت کا نور پھیلا کر پورے ماحول کو منور کر دیا مگر ان کی سرکشی اور سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ نے اُن کا نورِ بصیرت سلب کر لیا ـــــ مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا ۚ فَلَمَّآ اَضَآءَتْ مَا حَوْلَهٗ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِیْ ظُلُمٰتٍ لَّا یُبْصِرُوْنَ ۝ ان کے اردگرد قرآن حکیم کا نور پھیلا ہوا ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا سراج منیر (چراغ) روشن ہے مگر آنکھیں اندھی ہیں اور وہ کفر و الحاد، مادیت پرستی، ہوسِ اقتدار، لادین سیاست، شہرت اور جاہ و منصب، سیکولرازم، مغربی تہذیب کی اباحیت پسندی اور ہوا و ہوس کی تاریکیوں میں بھٹک رہے ہیں۔ یہ بہرے ہیں کہ حق کی آواز ان کے کانوں میں داخل ہی نہیں ہو پاتی، یہ گونگے ہیں کہ کلمۂ حق اُن کی زبان سے ادا نہیں ہوتا، یہ اندھے ہیں کہ انہیں صراطِ مستقیم اور سواء السبیل سجھائی نہیں دیتی۔ صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ۝

آج ہمارے ملکی حالات، قومی سیاست، معاشی اہداف، معاشرتی اور پوری اجتماعی زندگی میں فتنہ و فساد، بدامنی و انتشار اور بگاڑ صرف ایک لفظ "منافقت" سے پوری طرح عیاں ہو جاتا ہے۔ نفاق، قول و عمل کے تضاد اور سیاسی و عملی منافقت کا انجام قرآن حکیم کی مندرجہ بالا آیت ظَهَرَ الْفَسَادُ..... الخ میں بحر و بر کا فساد اور آخری نتیجہ "خوف کی زندگی" بتایا گیا ہے۔ موجودہ حالات تو بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ یہاں روزِ اول سے بس یہی کیفیت رہی ہے۔ آج ملک کے چاروں صوبوں کے حالات پر نظر دوڑائیں، سندھ میں

میں ڈاکوؤں کا راج، قتل و غارت گری کا عروج پوری قوم کے لیے سوہانِ روح بنا ہوا تھا کہ اب پنجاب اور سرحد میں بھی یہ سلسلہ چل نکلا ہے، شاید ہی کوئی ضلع اور گاؤں ایسا ہو جہاں خوف و ہراس کا تسلط نہ ہو۔

آج آپ چاروں صوبوں اور صوبوں کے تمام اضلاع و اطراف اور دور دراز دیہاتوں میں رہنے والے باشندوں کے دل ٹٹول کر دیکھیں، ان کے شب و روز کا مطالعہ کریں، ان کی قلبی کیفیات سے آگاہ ہوں تو خود اندازہ لگ سکے گا کہ یہاں دہشت گردی، بدامنی اور خوف و ہراس کا کیسا شدید تسلط ہے۔

سندھ کے حوالے سے قومی پریس میں حکمرانوں، ڈاکوؤں اور پولیس افسروں کے انٹرویوز اور بیانات سامنے آ گئے ہیں جس سے یہ حقیقت ایک بار پھر اُجاگر ہو گئی ہے کہ اب پولیس ہمارے ہاں قیام امن کا ادارہ نہیں رہی ہے بلکہ اسے فساد انگیز ادارے کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے حکومت کے ذمہ دار افراد کے علاوہ قومی سیاست کے ہیروؤں کا بھی اس میں بنیادی اور کلیدی کردار ہے۔ جو ہر بہیر محافظ اور نگران ہے وہی ڈاکو، قاتل اور رہزن بھی ہے، پھر جب پولیس ظالم، راشی اور بدعنوان بھی ہو تو وہ قیام امن کا ادارہ نہیں رہتی بلکہ ظلم کی چکی کا کردار اختیار کر لیتی ہے ——

سندھ کے حوالے سے ملک کی تاریخ کی بدترین خونریزی اور غارت گری کا بازار گرم ہے اور جس کا سلسلہ پوری شدت سے آگے بڑھ رہا ہے۔ حکومت کی صورتحال سے لاتعلقی اور سنگدلانہ بے نیازی کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ تاہنوز مناسب تحقیقات کا کوئی اہتمام نہیں ہوا ہے۔ اگر کچھ اقدام ہوئے بھی ہیں تو بڑا چور نہیں پکڑا گیا تمام بڑی مچھلیوں کو بھاگ نکلنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ بعض اوقات مجرم آزاد اور بے گناہ پکڑے جاتے ہیں۔ قیام امن کی ہر کوشش ناکام اور ہر اقدام مزید بدامنی کا سبب بن رہا ہے۔

گلی کوچوں کا عام آدمی ہو یا کوئی بڑا تاجر اور صنعتکار، خود پولیس کے اعلیٰ حکام ہوں یا عدالتوں میں بیٹھے ہوئے جج، سیاستدان ہوں یا قانون دان، علماء اور راہنمایانِ قوم ہوں یا صحافی اور رپورٹرز، چیف آف آرمی سٹاف کی وردی میں ملبوس سپہ سالار ہو یا ایوانِ صدر میں تشریف فرما صدر مملکت، صوبائی وزرائے اعلیٰ ہوں یا ملک کا وزیر اعظم، سب خوف کی زنجیر میں جکڑے ہوئے ہیں۔ اور پھر خوف بھی ایسا کہ "باہر والوں سے کم اور اندر والوں سے زیادہ"! آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ حقیقی سبب کی تلاش کیجئے تو بالآخر قرآن کریم کی بتائی ہوئی وہی تشخیص اور دلوں کا روگ کہ جسے اللہ پاک نے "فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ" سے تعبیر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دوغلی پالیسی، دو رُخا سلوک اور عملی رویہ اور نفاق و منافقت قرار دیا ہے۔

آخر پورے ملک میں جب چھوٹے بڑے تمام قومی راہنماؤں، سیاسی زعماء اور حکمرانوں کے طرز عمل سے قومی حالات

اور سیاسی معاملات میں اخلاقی اقدار پامال کیے جارہے ہوں، ملک دشمنی کے رجحانات پر مجرمانہ چشم پوشی پر خود اپنے ضمیر کی ملامت بھی ختم ہو چکی ہو، کٹر اصول پسندی کی جگہ مصلحت کوشی اور مداہنت اور مصالحت کی روش کو ترجیح حاصل ہو قطعی نصوص اور واضح اسلامی ہدایات کے باوصف مغرب کی سیکولر سیاست پر دین کا لیبل چڑھایا جارہا ہو، قومی اتحاد اور یکجہتی پر اصرار کے باوجود افتراق و انتشار کی قوتوں کو فروغ اور تحفظ دیا جارہا ہو، اسلام اور نظریہ پاکستان پر خوبصورت اور مقفیٰ و مسجع تقاریر کے باوجود ان سب کی دھجیاں بکھیرنے والے افراد قومی ہیرو باور کرائے جاتے ہوں، تخریب کاری کی مسلسل اطلاعات، تخریب کاروں کے داخلے اور ڈاکوؤں کی منظم لوٹ مار سے گہری واقفیت کے باوصف ان کے مقامی سرپرستوں اور محافظوں کے ناموں کا اخفاء اور رہزنوں کی شکل میں رہزنی کرنے والوں کی مزید تقویت کی جاتی ہو ـــــــــ بھارت، روس، افغانستان، ایران، اسرائیل و امریکہ سے بعض سیاسی راہنماؤں اور جماعتوں کے رابطوں کی تحقیق اور دستاویزی شہادتوں کے انبار، مگر ان سب پر کارروائی کا فقدان اور سرد خانہ میں ان کی تدفین ہی کو اصل فریضۂ منصبی سمجھا جاتا ہو ـــــــــ ملک دشمنی کے واضح اور قطعی ثبوت مہیا ہونے کے باوجود ملک دشمن شخصیتوں اور ملکی سالمیت و نظریاتی اساس سے باغی جماعتوں کا حق سیاست اور حق حاکمیت محفوظ بنایا جاتا ہو، سیاسی زعماء کا ہر تقریر اور ہر بیان میں یہ اصرار کہ فوج کو سیاست میں حصہ نہیں لینا چاہیئے کیونکہ وہ ہمارا اسلحہ بازو ہے، اسلحہ کا سیاست میں کیا کام؟ مگر عملاً ہر سیاسی جماعت کی اپنی پرائیویٹ آرمی ہے، کلاشنکوف سے لیکر راکٹ لانچر اور میزائل تک سب ہتھیار موجود ہیں، بیرونی تربیت یافتہ تخریب کاروں کی فوج ظفر موج اس پر مستزاد ہے۔

اور اب تو پورے ملک میں یہ نقشہ بن چکا ہے کہ دل و دماغ کو مسخر کرنے والے استدلال، حقانیت اور صداقت پر مبنی اصولوں، ٹھوس واضح اور قومی خدمت کے بے غبار لائحہ عمل کے بجائے جسم کو یک لحظہ چھلنی کرنے والے اسلحہ سے کام لے کر اپنے کام کو مختصر کر دیا گیا ہے۔

یہی حال سرکاری محکموں، مختلف نجی شعبوں اور قومی اداروں کا ہے۔ ہر ایک پر خوف کا تسلط اور خود نظم مملکت و سیاست اور محافظین امن سے تحفظ کی توقع رکھنے والے عوام پر عالم بیچارگی و کسمپرسی طاری ہے اور مستقبل کے بارے میں خوف اور اندیشے اپنا سایہ بڑھا رہے ہیں۔ غرض نفاق اور تضادات کا ایک سیلاب ہے جس نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔

جب ریاست کی وہ مشینری جس کی ہیبت سے مجرموں کا پتہ پانی ہوا کرتا تھا خود مجرموں کے سامنے لرزہ براندام نظر آنے لگے، مجرموں کا لوٹا ہوا مال ریاست کے وسائل کو شکست دینے، ان کا جدید ترین اسلحہ اور انکے تخریب کار گروہ

کی تربیت و تنظیم محافظانِ عوام کی تربیت و تنظیم پر غالب آ جانے کی صورت اختیار کرے تو معاشرہ میں کیا اعلیٰ کیا ادنیٰ، سب کی میراث خوف و ہراس کے سوا اور کیا ہو گی؟ ——— اس کا علاج، اس کا ازالہ اور اس قدر پیچیدہ اور بظاہر گنجلک مسئلے کا حل صرف ایک ہی ہے کہ اپنے رب سے رجوع کیا جائے جس نے کامیابی کی ایک شرط رکھی ہے اور اس شرط کی تکمیل پر ہی پروردگارِ عالم نے فوز و فلاح اور قطعی کامیابی کی ضمانت اور بشارت دی ہے۔

وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ۝ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ۝ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ۝

(البقرہ: ۱۵۵ تا ۱۵۷)

اور ہم تمہاری آزمائش کریں گے کچھ خوف اور بھوک سے اور مال اور جان اور پھلوں کے کچھ نقصان سے، اور آپ صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دیجئے ۝ (وہ لوگ) کہ جب ان پر کوئی مصیبت آ پڑتی ہے تو وہ کہتے ہیں کہ بیشک ہم اللہ ہی کیلئے ہیں اور بیشک ہم اسی کی طرف واپس ہونے والے ہیں ۝ یہ لوگ وہ ہیں کہ ان پر نوازشیں ہونگی ان کے پروردگار کی طرف سے اور رحمت بھی اور یہی لوگ راہ یاب ہیں۔

اس وقت اپنی انفرادی اور اجتماعی بداعمالیوں، قومی خیانتوں، دینِ اسلام سے بغاوتوں، قرآن و سنت کے قطعی احکام سے استہزاء اور اس پر مجرمانہ سکوت کی غفلتوں، حکمرانوں کی منافقت اور قومی راہنماؤں کی لادین سیاست کے سیاہ کرتوتوں اور عام افراد کی غفلت کیشیوں اور اپنے ہاتھوں کی عاصیانہ کمائیوں سے پوری قوم خوف و خطر، فسادات و بدامنی، قتل و خونریزی، ڈاکہ زنی اور لوٹ مار، قدرتی آفات، پے بہ پے سیلابوں، ناگہانی حادثوں، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے کے اندیشوں میں مبتلا ہے اور بیرونی آقایانِ ولی نعمت اور غمخوار سرپرستوں کی بھرپور مدد و حمایت سے داخلی تخریبی قوتوں نے بدامنی، دہشت و بربریت اور خوف و ہراس کے تسلط کو کئی گنا بڑھا دیا ہے اور عوام و خواص سب کو اسی میں جکڑ لیا ہے ——— قوم کے زیرک افراد اربابِ علم و بصیرت خوف کی فضا طاری کرنے، ڈاکوؤں، لٹیروں، قاتلوں اور رہزنوں کی سرپرستی کرکے ہر ہر لمحہ ڈراتے دھمکاتے اور خطرناک انقلاب کے ناپاک عزائم رکھنے والی قوتوں سے ناواقف نہیں ہیں جنہوں نے سیاست اجتماعیت اور قوم و ملت کی پرسکون زندگی میں خوف و ہراس کی نفسیات کو بڑی چابکدستی سے استعمال کیا ہے اور کر رہے ہیں ———

قوم کا، قومی راہنماؤں کا، اربابِ حکومت سمیت اہلِ سیاست کا اور دینی و مذہبی قیادت کا اصل امتحان یہی ہے کہ وہ اس خوف و ہراس، دہشت و بربریت، فتنہ و فساد اور بدامنی والحاد کی دیوار کو گرانے کیلئے ٹھوس اقدام بالخصوص منافقت ترک کرکے قول و عمل کی یکسانیت کا مظاہرہ کرتے ہیں یا پھر اس سے سہم سہم کر خود بھی دم توڑ بیٹھتے ہیں اور پوری قوم کو بھی لے ڈوبتے ہیں ——— فی الحال پوری ملکی قیادت اس خوف و ہراس کی شدید گرفت میں ہے۔ ہماری دعا ہے اور عملی معاونت کے لیے ہر ممکنہ اقدام میں بھرپور تعاون کی پیشکش بھی! خدا تعالیٰ ہمت دے کہ وہ پوری قوم کو اس اذیت سے نجات دلاسکیں۔ (آمین)

عبدالقیوم حقانی